رجسٹرڈ
ایل نمبر ۸۹

مینیجر
پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب
ایم۔اے ۱۱ میکلوڈ روڈ
لاہور
ہر قسم کی خط و کتابت
در بارہ تبدیلی مقام
و اشتہارات و ترسیل
زر بنام مینیجر صاحب ارسال
ہونا چاہیے

حقیقی نور وہ ہے جو دنیا میں آکر ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نور افشاں!

ہوویں نور افشاں ۱۹۲۹ء سے ضیا پاش

قیمت سالانہ
تین روپیہ آٹھ آنہ

ایڈیٹر
پادری
ایس۔ ایم پال
۲۸ نکلسن روڈ
لاہور
ہر قسم کے مضامین
اور خبریں وغیرہ حضرت
ایڈیٹر کے نام ارسال
کرنا چاہیے

جلد ۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۳ مئی ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۸

شعر و سخن

غزل در توصیف ممدوح منجی جہانیاں

(از نتیجۂ فکر سالوس سمٰعیل رفیق بی۔اے تلمیذ جناب منشی حاکم رائے صاحب ثمرؔ)

رات دن ارض و سما شام و سحر تم ہی تو ہو — والئے کون و مکاں شاہ دلپذیر تم ہی تو ہو
آنکھ کی پتلی ہو تم نور نظر تم ہی تو ہو — قلب کی حرکت ہو تم ہمیں شر تم ہی تو ہو
نور انور غیرت شمس و قمر تم ہی تو ہو — دل کے کاشانے میں میرے جلوہ گر تم ہی تو ہو
منزل مقصود تک کوئی نہ پہنچا آج تک — عشق کی منزل کے یکتا رہ گذر تم ہی تو ہو
دی ہزاروں کو شفا لاکھوں کو تم نے زندگی — گمرہوں کے اے مسیحا راہبر تم ہی تو ہو
دلبر صادق ہو محبوب حقیقی ہو تمہیں — عشق کی سرکار میں بس خوب تر تم ہی تو ہو
نام کے لیتے ہی دل کی بیکلی ہوتی ہے دور — قلب کی تسکین و آرام جگر تم ہی تو ہو
روضۂ خلد بریں کے ہو تمہیں تازہ نہال — گلشن فردوس کے شیریں ثمر تم ہی تو ہو
گر اگر چاہو تو حاصل دم میں ہو حق کا وصال — مالک خلد بریں جنت کے در تم ہی تو ہو
جب تلک زندہ رہیگا گائیگا ہر دم رفیق — مجھ سے بچھڑے اور بھٹکے کے خضر تم ہی تو ہو

نور افشاں

۳۔ مئی ۱۹۲۹ء۔ لاہور

نجات از روئے انجیل و قرآن

عالی جناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کیپ قصوری نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس مضمون کو جو میرے رسالہ "میں کیوں مسیحی ہوگیا" کے جواب میں تھا اور جس کا جواب اخبار نور افشاں کے گذشتہ نمبروں میں شائع ہو چکا ہے ناکافی اور کمزور سمجھ کر خود جواب دینے کی کوشش کی جس کی یہ چوتھی قسط ہے۔ (ایڈیٹر)

جب خدا فرماتا ہے کہ جو میری قوم نہ تھی میں انہیں اپنی قوم کہونگا۔ جو میری پیاری نہ تھی میں اسی کو پیاری کہونگا۔ اور جن سے کہا گیا تھا کہ میری قوم میں ہو وہ زندہ خدا کے بیٹے کہلائینگے۔ جب کتاب یہ کہتی ہے۔ پھر گنہگاروں کے ایمان لانے پہ بخشے جانے سے کونسی مشکل پیش آتی ہے؟ پھر مولانا صاحب اپنی سخت پریشانی اور تذبذب کی حالت میں انجیل کی یہ آیت دیکھ لیتے ہیں۔ "اے لوگو جو مشقت میں مرتے ہو اور بوجھ سے دبے ہو میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دونگا"۔

مولانا صاحب فرماتے ہیں کہ اس آیت کو دیکھکر مجھکو بڑی تسلی ہوئی اور پھر

خیال آیا کہ کیا یہ مسیح کا غیر معمولی دعویٰ صحیح ہے؟

یہاں خاکسار کے خیال میں دو باتیں دریافت طلب ہیں۔ اگر مولانا صاحب مہربانی کرکے اُن کے جواب عطا فرمادیں تو خوب ہوگا۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ انجیل کی اس آیت کو دیکھکر جناب کو بڑی تسکین حاصل ہوئی۔ اور قرآن شریف میں اس سے زیادہ وعدے موجود ہیں اُن سے تسکین نہ ہوئی۔ قرآن کہتا ہے ہم ان لوگوں پر اپنی رحمت واجب کردینگے۔ جو استبازہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ رسول نبی اُمّی کی پیروی کرتے ہیں جسکی پیشگوئی اپنی توریت انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں جو انکو بھلائی سکھلاتا ہے۔ بدی سے منع کرتا ہے اور ستھری حلال کرتا ہے اور پلید چیزیں حرام کرتا ہے۔ ان پر سے بوجھ اُتارتا ہے اور جن زنجیروں میں وہ بندھے ہوئے ہیں اُن سے ان کو آزادی بخشتا ہے۔ جو لوگ اس پر ایمان لائینگے وہی لوگ نجات پانے والے ہیں (ع- ۵۵ و ۱۵۶) انجیل کی آیت منقولہ میں جو وعدہ مسیح نے دیا ہے۔ اس سے بہت بڑھکر وعدہ قرآن میں خدا نے دیا ہے ان لوگوں کے حق میں جو رسول اُمی پر ایمان لائینگے۔ اور اُسکی پیروی کرینگے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ مسیح اپنی زبان سے اپنی نسبت فرماتے ہیں اور رسول اُمی کی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ مولانا مسیح کے وعدہ غیر معمولی فرماتے ہیں۔ حالانکہ وہی دعویٰ قرآن میں موجود ہے پھر وہ غیر معمولی اور نیا دعوےٰ نہ ہوا۔ اس کے سوا رسول عربی کی اطاعت کا موجب نجات ہونا قرآن شریف کی بہت آیتوں میں لکھا ہے۔

اس کے بعد مولانا فرماتے ہیں بیشک یہ وعدہ دو وجہ سے تسلیم کرنے کے قابل ہے۔ اول تو یہ کہ مسلمان مسیح کو بے گناہ اور قدا کا کلمہ اور خدا کی روح وغیرہ مانتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کامل تھے اور دوسری یہ کہ مسیحی لوگ یسوع مسیح کو کامل خدا اور کامل بشر مانتے ہیں جو تمام سفلی خواہشوں سے اور دنیاوی علاوطلبی سے پاک ہے۔ اس لئے دونوں حیثیتوں سے یسوع اعلےٰ درجہ کی خصوصیتیں رکھتا ہوا ناحق سب کام نہیں کرسکتا۔

یہاں مولانا صاحب کا استدلال مجھ جیسے بے بضاعت انسان کے فہم وقیاس سے بالاتر ہے کیونکہ قرآن نے جو مسیح کو بے گناہ وغیرہ بتلایا۔ اس لئے مسیح کامل ہے۔ کیا جناب کو قرآن کی خبر کی سچائی پر یقین ہے جو ایسے مہم امر میں آپ قرآن کی شہادت اپنے لئے اطمینان بخش سمجھی۔ اگر اس خبر کو اسلئے صحیح سمجھا ہے کہ قرآن میں لکھی ہے تو قرآن کی ساری خبروں کو صحیح ماننا چاہئیے۔ مگر آپ تو قرآن کو معتبر نہیں مانتے۔ پھر اپنے دعوےٰ کی شہادت میں اسکو کیوں پیش کرتے ہیں؟ یہاں کسیکو الزامی جواب دینے کا تو موقع نہیں تھا۔ آپ تو تحقیقی امر میں قرآن کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ یہ بات بالکل منطق کے خلاف ہے۔ اگر جناب کے اعتقاد میں قرآن کی اتنی وقعت ہے کہ آپ نے اسکی شہادت کو ایک جگہ اطمینان بخش سمجھا ہے تو جو آیت رسول اُمی کے حق میں اوپر نقل کی گئی ہے اس سے بھی اطمینان حاصل کرنا چاہئیے۔ غرض پہلی شہادت جناب کے دعوےٰ کی تائید اسی صورت میں کرسکتی ہے۔ جب قرآن کے کلام الٰہی ہونے پر جناب کو یقین ہووے ورنہ اس شہادت کا پیش کرنا بالکل بے فائدہ اور بیکار ہے ✱

نور افشاں۔ ایمان کے متعلق میں اس سے قبل عرض کرچکا ہوں جسکے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب میں اس امر کا مختصر جواب عرض کئے دیتا ہوں کہ انجیل کی آیت بالا کو دیکھکر مجھ کو کیونکر تسلی حاصل ہوئی۔ انجیل جلیل کے وعدوں اور قرآن شریف کے وعدوں میں ایک بیّن فرق یہ ہے کہ انجیل جلیل نجات کو مسیح کی ذات پر منحصر کرتی ہے اور قرآن مجید نجات کو اعمال صالحہ پر منحصر کرتا ہے۔ اور میں اچھی طرح ثابت کرآیا ہوں کہ اعمال کے ذریعہ سے کوئی فرد بشر نجات نہیں پاسکتا ہے۔ اس لئے مجھ کو انجیل جلیل کی آیتوں سے تسلی حاصل ہوئی۔ اور قرآن شریف کی آیتوں سے نہیں جناب عالی! قرآن شریف کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس میں صحیح اور غلط دونوں قسم کی باتیں موجود ہیں۔ جتنی باتیں بائبل مقدس سے لی گئی ہیں۔ یا اُن کے موافق ہیں وہ سب صحیح ہیں اور باقی نہیں۔ اس لئے میں قرآن شریف کو بطور گواہ پیش کرسکتا ہوں۔ آپ مثال کے طور پر یوں سمجھ لیں کہ ایک شخص کے پاس سو روپے ہیں۔ جن میں چند روپے کھوٹے ہیں۔ اب ان چند کھوٹے روپیوں کی وجہ سے ہم سو کے سو کو کھوٹے نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ ہمارا کام یہ ہوگا کہ ہم ہر ایک روپیہ کو کسوٹی پر پرکھکر دیکھ لیں جو کھوٹا نکلے اسکو پھینک دیں۔ اور جو کھرا نکلے اُسکو لے لیں۔ قرآن مجید کے پرکھنے کے لئے بائبل مقدس کسوٹی ہے۔ جتنی آیتیں بائبل مقدس کے موافق ہیں وہ قابل تسلیم ہیں اور باقی نہیں۔ اسلئے میں نے مسیح کے متعلق قرآن شریف کی ان آیتوں کو پیش کیا ہے جو بائبل مقدس اور انجیل جلیل کے مطابق ہیں۔ پس اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یا تو میں سارے قرآن شریف کو تسلیم کردوں یا سارے کو رد کردوں۔

لمعات

مسیح صاحب قادیانی کے دعاوی پر ایک نظر

(۱)

ہمارے دوست اُڈیٹر صاحب پیغام صلح کی تعلّی اور مرزا اسرائی نے ہمیں مجبور کردیا کہ بحیثیت ایک اصلی مسیحی ہونے کے ہم دنیا کے سامنے اس حقیقت کو بے نقاب کردیں کہ آیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی غفر اللہ ذنوبہ کے آنے سے اسلام کو فائدہ پہنچا یا نقصان آیا اسلام بڑھ گیا یا گھٹ گیا۔ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ مرزا صاحب غفر اللہ ذنوبہ کے آنے سے اسلام کو فائدہ پہنچا اور اسلام دن دگنا رات چوگنا بڑھ گیا تو مرزا صاحب کے کرشن جی ہمارا۔ اج کے اوتار ہونے میں جو شخص شک کرے وہ کافر اور اگر یہ ثابت ہوجائے کہ مرزا صاحب



اگر مگر میں نہیں جاتا۔ صاف بات ہاں یا نہ۔ معلوم ہو۔ تو ہاں نہ ہووے۔ غیب کا علم ہمارے پاس نہیں۔ غیب نبیھی تیا ذمہ بھی نہیں۔ سامنے ہو تو یہ بھی ممکن ہے۔ کلارک آباد میں بیٹھے باتیں بناتے ہو۔ حاضر ہو کر روبرو بات کرو تو ہم بتادیں۔ دانیال تو ہم ہے نہیں کہ بھولی بسری خواب مع تعبیر بتادیں۔

حضور تو بسلسلہ انبیاء آپ کو گرداننے لگے۔ کیوں ہیں آپ کو ایسی خطا کا مرتکب ہونے دوں۔ میری التماس کچھ ایسی نہیں کہ رد کی جاوے۔ صرف یہ خیال ہے کہ آپ پنجابی کو صرف ایک منکہ ہی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ اردو سے نہ کسی طرح سے کم بلکہ کچھ اس سے بھی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جہاں آپ نور افشاں کی ترقی اور بہتری کے خواہاں ہیں۔ میں آپ سے بھی زیادہ ہوں۔ اب تک جو کچھ آپ نے کیا اور جو کچھ کرینگے وہ سب ہندوستانیوں کے واسطے۔ پنجابیوں کے واسطے آپ کیا کر رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کو فخر ہے۔ ہندوستانی زبان کی فصاحت کا۔ کاش آپ پنجابی زبان کی فصاحت سے بھی واقف ہوتے۔ یا کم سے کم اسکی اصلیت سے واقف ہوتے تو نور افشاں میں سے کچھ حصہ پنجابیوں کا بھی نذر کر دیتے۔ مجھے یقین ہے کہ اگرچہ آپ کی ذات خاص کو اس سے فائدہ نہ ہووے۔ دوسروں کے بھلے کی خاطر آپ منظور کرینگے کہ مہینہ میں کم سے کم نور افشاں کا ایک کالم پنجابی کے واسطے وقف کیا جاوے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک کالم پنجابیوں کو دینے سے ہندوستانیوں کو کچھ گھاٹا نہیں پڑیگا۔ دوسروں کو خوش کرنا حج اکبر ہے کہتے ہیں۔ یہ کالم میں اپنے ذمہ لونگا۔ یا جو کوئی اور صاحب اس میں زبان درازی کرنا چاہیں۔ لکھ سکتے ہیں۔ یہ بڑی خوبی ہے۔ اس میں آپ کی شان بڑھیگی۔ دوسرے کو خوش کرنا۔

اک دن دی گل ہے کسے جنے اپنی جنانی نوں کسے گل توں سوٹا چاڑھی۔ ذرا پاسے سیکے۔ ماں کھاکے جنانی دا کیا کم ہے۔ رون بہ جانا۔ پا گلیاں چھپیاں ترن لگ پینا۔ پاسے سکوا کے بیٹھی رہندی سی۔ پاس اک مٹیار کڑی آہے سوال آ بیٹھی۔ تے سنہ بہتے پیار نال آکھن لگی۔ اڑیئے توں تاں میرا مرگیا توں کہڑی گلے روندی ہاں۔ او گل سنہ ایں بہی اوہ رونا بھل گئی۔ تے ہس کے اوہنوں آکھن لگی دفعہ نہیں بھنہ ہی۔ توں بھی پاسے سکوا کے بیٹھن والے بھی سارے ہس پئے۔ اس ہنسی کا نقطہ یہ تھا کہ نہ تو اس لڑکی کا کوئی موور لڑکا تھا اور نہ کوئی مرا تھا۔ صرف ہنسانے کی خاطر اس نے ایک فقرہ گھڑ لیا جس سے سننے والے ہنس دیئے۔ بات رفع دفع ہوگئی۔ سو میرا مطلب ہے کہ آپ پنجابیوں کی خاطر ایک کالم قربان کردیں۔ منظوری پر پنجابی نوٹ لکھونگا

نور افشان۔ قبلہ ہمیں منظور ہے۔ بشرطیکہ مہینے میں ایک کالم۔ اور کالم سے نہ ایک حرف زیادہ ہو۔ اور نہ ایک حرف کم۔

الترتیب فی الترجمۃ القرآن المجید

(از نتیجہ قلم شوکت رقم جناب منشی کیدارناتھ صاحب شفقت)

ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

یہ از حد غور طلب امر ہے کہ قرآن شریف کے جسکو کل فرقہ اہل اسلام کے خدا کا کلام مانتے ہیں اور بخلاف اہل کتاب یعنی ہم مسیحیوں کے نہ صرف معناً بلکہ لفظاً منزل من اللہ جانتے ہیں۔ جتنے ترجمے ہوئے وہ سب کے سب تحت لفظی غیر محاورہ ہوئے۔ تاہم بعض نے کوشش کی کہ با محاورہ ترجمہ ہو اور سب سے پہلے اُردو زبان میں با محاورہ ترجمہ مولوی پادری ڈاکٹر عماد الدین صاحب لاہز مرحوم و مغفور نے کیا اور دوسرا ترجمہ جناب پادری احمد شاہ صاحب شائق مدظلہ کی جذبات قلم محاورہ رقم کا عرصہ شہود میں نمودار ہوا۔ اور اگرچہ یہ احمد شاہی ترجمہ اپنی طرز خاص میں مسیحی منادوں کے فائدہ کے واسطے ہے۔ تاہم خلاصہ شائق صاحب کو یہ خیال نہ رہا کہ مسیحی مناد ایک ایسے ترجمہ کو پڑھنے یا پسند کرنے کے عادی ہو رہے ہیں جو ایسا ہو جیسا مقدس بائبل کا ہے۔ جس میں یہ خوبی ہے کہ مبتدی سے منتہی تک پڑھتے ہی سمجھ جاتا ہے کہ میں نے کیا پڑھا۔ صفحہ کے صفحہ ورق کے ورق پڑھتے چلے جاؤ جی نہیں اکتاتا بلکہ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا گو اس کے گہرے مطالب تک ان کے ذہنوں کی رسائی نہو تاہم جتنا پڑھتے ہیں اتنا سمجھ لیتے ہیں۔ فی الحقیقت کلام الہٰی کے یہ ترجمہ اس دریا کی مانند ہیں جسکو ایک میمنہ پایاب عبور کرے۔ اور ہاتھی بایں قد و قامت غوطے کھا کھا کر بمشکل اس پار پہنچے۔ یہ وہ خزینے ہیں جن میں جتنے جواہرات چاہو رول لو۔ مگر ان کی معموری میں کچھ کمی نہ پڑے۔

پس اب ہماری آرزو یہ ہے کہ یہ مشکل اہل اسلام سے تو حل ہو چکی کیونکہ وہ مذہبی معاملات میں عقل کو دخل دینے نہیں دیتے۔ علاوہ ازیں مولوی حافظ نذیر احمد صاحب مرحوم کے ترجمہ کو دیکھکر ہم بالکل مایوس ہوگئے۔ مولانا صاحب کا ترجمہ آپ کی تفسیری عبارت کے سبب سے ترجمہ تو رہا نہیں کسی اعتبار سے نئی روشنی کی با محاورہ تفسیر ہے۔ اور قطعی امید نہیں رہی کہ کوئی مسلمان عالم اس دشوار مرحلہ کو طے کرنے کے لئے کمر ہمت کسے۔

البتہ علمائے اہل کتاب اس میں کہنہ مشق ہیں ان سے امید کی جاتی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ یعنی ایسا ترجمہ جو نہ صرف با محاورہ ہو بلکہ بالترتیب ہو۔ جس میں مبادی کلام اور قرائن حالیہ سے مدد لی گئی ہو لیکن اس میں یہ دقت ضرور لاحق ہوگی کہ مبادی کلام اور قرائن حالیہ کے معلوم کرنے میں انہیں نزول کی شانوں کی طرف دست استعانت بڑھانا ہوگا۔ جو علمائے اسلام نے اپنی کمند کاوش اور طبعی طرادش سے فراہم کئے ہیں۔ جو اکثر روایات ضعیف پر منحصر ہیں۔ اس لئے زیادہ تر سیاق و سباق آیات قرآنیہ پر تکیہ کر کے اس کام کو سرانجام دینا چاہئے

یہ کام کریگا کون۔ اتنی لیاقت ہے کس میں یہ نہ کہنا چاہئے کوئی نہ کوئی ضرور ملیگا ؎

مشکلے نیست کہ آساں نہ شود
مرد باید کہ ہراساں نہ شود

ہماری نظر انتخاب حالت موجودہ میں **مدیر نور افشاں** یعنے جناب فضیلت مآب سلطان الناظرین مولانا مولوی پادری **سلطان محمد پال صاحب افغان** پر جاتی ہے۔ ہم آپکے نام نامی اور اسم گرامی کو پیش کرتے ہیں۔ ہم نہیں کہتے کہ اصل عربی قرآن میں بلکہ ترجمہ میں ترتیب پیدا کی جائے۔

ہم نمونہ کے طور پر قرآن کے سورہ شعرا رکوع ۱۱ کی مندرجہ ذیل آیات کا ترتیبی ترجمہ بامحاورہ لکھتے ہیں

اور ایسا ہوا کہ دو شاعر اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی مذمت کیا کرتے تھے۔ اُن کے مذمتی اشعار سُن کے بہت لوگ گمراہ ہو کر اُن کے پیرو ہونے لگے۔ تب اللہ نے فرمایا کہ گمراہ لوگ ہی شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر میدان میں مارے مارے پھرتے ہیں اور جو وہ کہتے ہیں اُسے خود نہیں کرتے۔ یہ سنکر عبد اللہ روح اور کعب بن مالک اور حسان بن ثابت معترض ہوئے کہ ہم بھی تو شاعر ہیں۔ اس میں تو ہماری بھی مذمت کی گئی ہے۔ تب اللہ نے فرمایا کہ وہ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور مجھے کثرت سے یاد کیا۔ وہ اس مذمت میں شامل نہیں ہیں اور جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ عنقریب جان لینگے کہ وہ کہاں لوٹائے جائینگے۔

ہم یہ مضمون ختم ہی کر چکے تھے کہ قضا عند اللہ نگار مطبوعہ نومبر سنہ ۱۹۲۸ء صفحہ ۸۹ پر تحت عنوان **مطبوعات موصولہ حاشیہ اولی الالباب[۵] سے خطاب** کیجئے جناب سید سعید الدین صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل بی سب جج الہ آباد مطالعہ میں آیا۔ یہ ہمارے خیال کی گویا غیبی تائید ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

کہ آیا موجودہ ترتیب قرآنی فہم و تلاوت کے لئے موزوں ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہے تو اس میں کیا تبدیلی ہونی چاہئے۔ اسی کے ساتھ اس مسئلہ سے بھی بحث کی ہے کہ اصل مقصود تلاوت قرآن سے الفاظ کی تکرار ہے یا اسکے معانی پر غور کرنا۔

رسالہ مندرجہ حاشیہ اسی تدبیمی جذبہ انقلاب کے ماتحت لکھا گیا ہے جو اسوقت ساری دنیا میں کم و بیش نظر آ رہا ہے اور جسکا روکنا اب علمائے قدیم کے اختیار میں ہے نہ کسی حکومت کے اقتدار میں جس طرح ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوا کرتا ہے اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر زمانہ کے لحاظ سے مذہب کے فروغ میں تبدیلی ہونی ضروری ہے اگر اس سے قبل قرآن پاک کا بغیر سوچے سمجھے پڑھ لینا کافی تھا تو یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ یہی حالت رہے۔ اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ اسی طرح اگر سورتوں کی موجودہ ترتیب سے بہتر کوئی ترتیب تعلیم و تفہیم کے لئے موزوں ہو سکتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اسے اختیار نہ کیا جائے۔ قرآن کی موجودہ ترتیب بھی وہ نہیں ہے جس ترتیب سے قرآن پاک نازل ہوا تھا۔ اس لئے جب ایک مرتبہ اس کی ترتیب "ترتیب نزول" کے خلاف ہو چکی ہے (ہم عرض کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ دو مرتبہ پہلی مرتبہ عہد خلافت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں حسب مشورہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پھر خلیفہ دوم کی شہادت کے بعد عہد خلافت امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین کے حکم سے۔ منت) تو کوئی وجہ نہیں کہ دوبارہ (بلکہ سہ بارہ۔ منت) اس میں تبدیلی کفر و الحاد سمجھی جائے۔ یقیناً کلام مجید مع اپنے الفاظ کے الہام ربانی ہے۔ یعنے اس کا مفہوم اور الفاظ سب منزل من اللہ ہیں۔ لیکن اس کے نزول کا جو مقصود ہے وہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ مگر اسکو بے سمجھے پڑھا جائے۔ پھر اس کے سمجھنے کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو پڑھنے والا خود عربی زبان کا ماہر ہو یا ترجموں سے مدد لے۔ چونکہ اول صورت بہت کم پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے لامحالہ دوسری صورت پر عمل کرنا ہوگا۔ یہ رسالہ غالباً غالباً بلاقیمت ریفارم سوسائٹی دریاباد الہ آباد سے مل سکتا ہے۔

ہم نے بھی یہی خیال مدنظر رکھکر اپنا مضمون پیش کیا ہے۔ ہماری رائے میں حسب مثل مشہور جو راہ بتائے وہی آگے چلے۔ اگر واجب الاحترام سب جج صاحب ایک کمیٹی مدعو فرمائیں اور خود بہ نفس نفیس اسکے پریزیڈنٹ ہوں تو غالباً گوہر مقصد ہاتھ آئے۔

نور افشاں اگر خدا کی مرضی اور مہربانی شامل حال رہی تو یقیناً کمترین نہ صرف قرآن مجید کا بامحاورہ اور باترتیب ترجمہ پیش کریگا۔ زبدۃ المتکلمین اکبر مسیح مرحوم و مغفور کی دلی تمنا اور بیحد تاکید بلکہ آخری وصیت یہی تھی کہ کمترین قرآن مجید کی تفسیر لکھے۔ مرحوم کا یہ خیال تھا اور درست تھا کہ قرآن مجید کی صحیح تفسیر اسوقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک بائبل مقدس کی رُو سے نہ کی جائے اور یہ کام مسلمانوں سے نہیں ہو سکتا ہے جب تک مسیحی انجام نہ دیں۔

اگر ناظرین نور افشاں اپنے آرا سے کمترین کو مطلع کریں تو میں نور افشاں ہی میں اسکو شروع کر دونگا۔ چونکہ یہ کام نہایت اہم ہے اور کتابوں کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اگر غیرتمند مسیحی احباب اس کام میں کمترین کی مدد کریں تو کمترین بہت جلد قرآن مجید کی تفسیر لکھنا شروع کریگا۔

این۔ ایم پنجاب کا سالانہ اجلاس عام

(از قلم عالی جناب مسٹر مولے خاں صاحب)

ظلمت کدہ خلائے ہند میں نیر مسیحیت کی جسقدر طلعت باری و ضیا پاشی اور نور افشانی ہوئی وہ سب

[۵] یہ رسالہ کا نام ہے۔

کی سب انجمنیں یورپ اور امریکہ مغرب کی وساطت و
انعکاس سے ہم تک پہنچی ہے جہاں سورج ہر روز سمت
مشرق سے طلوع کرتا ہے وہاں خلاف معمول شمس
مسیحیت مغرب سے نکلا اور اس نے مشرق کی
وادیوں اور غاروں کو منور کر دیا۔ بعض عاقبت نااندیش
اور حافظ لپسند طبائع یہ گمان کرتی ہیں کہ یورپی مبلغین
مسیحیت نے اشاعت دین کے فرض کو نہایت بے
پروائی سے انجام دیا ہے۔ مگر دوررس خودآشنا اور
انصاف پسند اصحاب جانتے ہیں کہ جب ہم ولایتی
مشنریوں کی تبلیغی مساعی اور چوپانی خدمات کا مقابلہ
ہندی مسیحیوں کی بشارتی جدوجہد سے کریں تو صاف
صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اب تک جو کچھ کیا وہ غیر ملکیوں
نے کیا اور ہم فرض بشارت کی انجام دہی میں سراسر
قاصر نکلے ہیں ؎

پڑی اپنے نقائص پہ جیکہ نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

اس حقیقت واقعی اور فرض تبلیغ سے آگاہ ہو کر شیدایان
مسیح و فدایان مسیحیت نے اب سے ۲۰-۲۲ سال پیشتر

نیشنل مشنری سوسائٹی

یعنی ملکی انجمن تبلیغ کی بنا ڈالی جس کا واحد مقصد یہ تھا
کہ جہاں نجات کا پیغام نہیں پہنچا وہاں ہم ہندی مسیحی
پہنچیں اور لوگوں کو حیات ابدی کے حصول کا مژدہ سنائیں
اور خدا کا شکر ہے کہ ہندیوں کی یہ کوشش بارآور ہوئی
اور یہ انجمن ہر روز شاہراہ ترقی پر گامزن ہے۔ چونکہ یہ
کام خدا کی طرف سے ہے۔ اس لئے اس کا قیام رہنا
اور کامیاب ہونا یقینی ہے۔

یہ تو ہوئی مجموعی حالت۔ مگر جس طرح انسان بعض
بد پرہیزیوں اور بے احتیاطیوں سے مبتلائے مرض
ہو کر طاقت اور سرگرمی کھو بیٹھتے ہیں بعینہ حالت ایک
عرصے سے

این۔ ایم۔ ایس صوبہ پنجاب

کی ہو رہی ہے۔ اور یہ وہ دعوے ہے جو محتاج دلیل
نہیں اور یہ وہ حقیقت ہے جسے اصطلاح میں "رازِ
معلومہ" کہتے ہیں۔ آپ پنجاب کی مسیحی آبادی کو مدنظر
رکھکر سال گذشتہ کی اُس آمدنی کے گوشوارہ پر
نگاہ ڈالیں جو سارے سال میں این۔ ایم۔ ایس کو
ہوئی تو اعداد و شمار ہمارے دعوے کے سامنے ہاتھ
باندھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ فہرست چندہ دہندگان
اسوقت ہمارے سامنے ہے۔ جسکے مطابق انفرادی
چندہ کی مجموعی رقم ۳۰۲ روپیہ ۸ آنے ہے۔ اُسکی تفصیل
یوں ہے۔

	روپیہ
جناب بشپ صاحب	۱۰۰ ـ ـ ـ ـ
منٹگمری	۱۰۶ — ۱۲ — ۰
راولپنڈی	۵۷ — ۴ — ۰
گوجرانوالہ	۱۱ — ۰ — ۰
سیالکوٹ	۵ — ۰ — ۰
جہلم	۲ — ۸ — ۰
لاہور	۲۰ — ۰ — ۰
	۳۰۲ — ۸ — ۰

جب ہم سوسائٹی کی بظاہر موجودہ جان کنی کو دیکھتے
ہیں تو دل بیحد بے چین اور مایوس ہو جاتا ہے۔ مگر اس
تیرہ و تار کنج مایوسی میں الٰہی آواز ہمارے کان میں
آتی ہے کہ

مت ڈر۔ میں دُنیا پر غالب آیا ہوں

اس صدائے حوصلہ افزا اور نوید جاں بخش کے بعد
ہمارے دل حوصلہ امید اور جوش سے معمور ہو جاتے
اور دل اطمینان سے بھر جاتا ہے کہ یہ کام خدا کا ہے اور
خود غرضی خدا کے کام کو نقصان پہنچاتی ہے۔ مگر خدا کے
بندے ابھی موجود ہیں اور وہ ضرور فرض بشارت کو
محسوس کر کے میدان عمل میں نکل کھڑے ہونگے این
ایم ایس کو دیکھکر ہماری تو یہی دعا ہے کہ ؎

تیرے کام اقدس کے کرنے میں یارب
جو ہیں مشکلیں تو اُنہیں خود مٹا دے

اب ہم اجلاس سالانہ این۔ ایم۔ ایس پنجاب کی مختصر
روئیداد پیش ناظرین کرتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ
حالات سے آگاہ ہو کر اپنے نقائص اور فرض کی
اہمیت کو محسوس کریں اور سال آئندہ میں اعداد و شمار
اور حقائق و واقعات کی بنا پر ثابت کر دینے کی کوشش
کریں کہ سچ مچ ہند میں کوئی "انجمن تبلیغ مسیحیت" ہے۔

لاہور میں

۲۷ اپریل کو سوسائٹی کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا جسے
"پراونشل کانفرنس" کہا جاتا ہے۔ بیرونجات سے صرف
رائے بہادر گرجی۔ ڈاکٹر ہری رام۔ مسٹر ایس ڈیوڈ
مسٹر ایم۔ این۔ بوز اور ماسٹر ڈینیل صاحبان تشریف
لائے پہلے اجلاس میں حاضری کم تھی اور دوسرے وقت
میں حاضرین کی تعداد دوچنداں تھی اور حیرت کا مقام ہے
کہ اس وقت ۷۶ نفوس شامل اجلاس سالانہ تھے۔ جن
میں تین مستورات اور ایک انگریز بھی شامل ہے۔ اس
سے این ایم ایس کی موجودہ حیثیت کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے
انتظامیہ کمیٹی جسے "پراونشل کمیٹی" کے نام سے
موسوم کیا جاتا ہے اس میں سال اول کے چھ ممبران مسٹر
بوز۔ پروفیسر سراج الدین۔ ای۔ این گرجی اسکوائر۔ مسٹر
ل۔ ایل سلیارام۔ پادری دینا ناتھ اور مسٹر بنرجی صاحبان
ہیں اور جن چھ ممبروں کی میعاد ممبری ختم ہو گئی ان کے
عوض حسب ذیل اصحاب منتخب ہوئے (۱) ماسٹر فضل الٰہی
صاحب جہلم (۲) ماسٹر سردار خانصاحب۔ لدھیانہ (۳)
مسٹر ایف۔ ڈی وارث صاحب لاہور (۴) مسٹر ج عنایت شاہ
لاہور اور (۵) مسز بھیان (صغیرہ) لاہور۔ علاوہ ازیں شاخ
زنانہ کی تین نمائندگان اور صدر [illegible]۔ اس کے تین
نامزد ممبران ہیں۔

تجاویز

بحث زیادہ تر حسب ذیل امور پر ہوئی۔

(اول) تقرر معتمد مشاہرہ دار پیش ہوا کہ تنخواہ دار
سکرٹری مقرر کیا جائے۔ جو جا بجا شاخیں قائم اور چندہ
فراہم کرے۔ مگر ترمیمیں پیش ہونے اور رد و کد کے بعد
قرار پایا کہ ایک سال تک مشاہرہ دار سالم الوقت معتمد
نہ رکھا جائے اور رائے بہادر گرجی صاحب سے درخواست
کی جائے کہ وہ ایک ماہ پنجاب میں دورہ کریں۔

(دوم) سرمایہ اور خزانچی۔ خزانچی نے بتایا کہ ایک دو

رقوم براہ راست جب تک نہیں پہنچیں اور عہدہ داران کمیٹی نے خود کسی منظور شدہ غرض پر خرچ کر دیں۔ پاس ہوا کہ تمام روپیہ اوّل خزانچی کو پہنچیا اور پھر اس سے کر خرچ ہونا چاہئے۔

سوم۔ سرمایہ۔ اسوقت سوسائٹی کے پاس کوئی روپیہ نہیں۔ بلکہ سرمایہ محفوظ ریزرو فنڈ اور مسٹر اکرام الدین صاحب مرحوم کی وصیت کا ۵۰۰ روپیہ بھی خرچ ہو چکا ہے۔ اس لئے کانفرنس اس پر رنجیدہ گی اور فکرمندی سے غور و خوض کرتی رہی کہ کس طرح روپیہ فراہم کیا جائے۔ آخر مس ڈانی ایل اور مس سنگھا صاحبہ نے تجویز پیش کی کہ اگر منظور ہو تو ہم دو تو خانہ بہ خانہ پھر کر ہر ماہ لاہور سے روپیہ جمع کیا کرینگی۔ اور کم از کم دو صد روپیہ سوسائٹی کے خزانہ میں داخل کر دینگی۔ اس پر پراونشل کمیٹی کے تمام ممبران کے ذمہ خاص مقدار روپیہ کی ڈالی گئی کہ وہ اپنے اپنے حلقوں سے جمع کر کے سوسائٹی کو دیں۔ نیز منظور ہوا کہ ہر ماہ کی آمدنی قاصد میں ماہوار درج ہوا کرے۔

چہارم۔ قاصد۔ رسالہ قاصد کی رپورٹ پیش ہوئی کہ ۲۷ روپیہ اب تک خریداروں سے ملا اور ۲۰۰ روپیہ پی۔ ایم ایس کے سرمایہ سے میگزین خرچ کیا گیا۔ یعنی گذشتہ تین اشاعتوں پر سو روپیہ لاگت آئی۔ یعنی ۳۶ روپیہ ماہوار۔ پاس ہوا کہ قاصد کو جاری رکھا جائے۔ اور امسال سوسائٹی کی طرف سے اُسے صرف ایک سو روپیہ سالانہ بطور گرانٹ دیا جائے مگر سوسائٹی اُس کے اخراجات کی ذمہ وار نہ ہو۔ باقی روپیہ خریداران سے جمع کیا جائے۔ ماسٹر دانی ایل صاحب مقیم گجرات نے قاصد کو ۲۰ روپیہ کا ایک عطیہ دینے کا وعدہ کیا۔

پنجم۔ پیش ہوا کہ تمام روپیہ صدر دفتر مدراس کو بھیجا جایا کرے اور صدر دفتر کو ملازمان سوسائٹی صوبہ پنجاب کی تنخواہوں کا ذمہ دار قرار دیا جائے جیسا کہ دیگر صوبجات میں ہے۔ اس پر دیر تک تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور قرار پایا کہ مروجہ طریقہ منظور ہے۔ یعنی ہم اہل پنجاب اپنے اخراجات کے خود ذمہ وار ہوں۔

چھوٹی چھوٹی دیگر تجاویز کے بعد ایک عجیب بات سننے میں آئی جس سے ہمارے کان اب تک آشنا نہ تھے۔

اختیار اجلاس سالانہ

جب سب تجاویز پاس ہو چکیں تو ایک صاحب نے "قواعد و قوانین سوسائٹی" کی دفعہ دس کی شق (ب ۲) پڑھ کر سنائی اور کہا کہ اس کانفرنس کا سوائے اس کے اور کچھ اختیار نہیں کہ یہ صوبجاتی انتظامیہ کمیٹی (یعنی پراونشل کمیٹی) کے لئے اپنے نمائندے منتخب کرے اور بس۔ ایسے تجاویز پاس کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔

ہم کسی آئندہ اشاعت میں بتائینگے کہ اس سالانہ اجلاس یا پراونشل کانفرنس کی حیثیت اور ضرورت کیا ہے۔ افسوس ہے کہ آٹھ نو آدمیوں سے زیادہ لوگ دستور نامہ سے واقف نہیں ہیں۔ اور عوام کی عدم واقفیت کے باعث اس میں بہت سے نقائص ہیں۔ عوام کی دلچسپی اور اعتبار حاصل کرنے کے لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ سوسائٹی کے دساتیر سے لوگ واقف کئے جائیں

اب ہمیں نئی کارکن کمیٹی سے توقع ہے کہ وہ پنجاب کی آن رکھیگی اور اس سال "مشنری" یعنی تبلیغی کام انجام دیکر دکھائیگی۔ کیونکہ اب کئی سالوں سے سوسائٹی تبلیغی انجمن کی بجائے "چوپالی انجمن" بنی ہوئی ہے۔ کیونکہ نہ تو اس کے پاس کوئی مبلغ ہے اور نہ کہیں تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔

مسیحیان پنجاب کو بیدار ہو جانا اور سالہا سال کے جمود کا جُبّہ اُتار پھینکنا چاہئے۔ کیونکہ اگر ہم اہل وطن ۳۲ کروڑ ہندیوں کو مسیح کے پاس لانے کے لئے سرگرم عمل نہ ہو جائینگے تو ولائتی مشنریوں سے نہیں بلکہ ہم سے مواخذہ ہوگا۔ اب تک تبلیغ و اشاعت میں کا جو کام زیادہ غیر ملکی مبشرین مسیحیت نے کیا اور اب وقت آگیا ہے کہ اس بار کو ہم اپنے شانوں پر رکھ لیں۔ جو کلیسیا تبشیری کلیسیا نہ ہو وہ چوپالی کلیسیا بھی قائم نہیں رہ سکتی بلکہ وہ اپنی ہستی ہی کھو بیٹھتی ہے۔ پس ہر مسیحی کو ایک کامل مبشر بنجانا چاہئے تاکہ مسیحیان پنجاب بھی معزز میں نخل خضری سوسائٹی کو "مشنری" بنا کر دکھا سکیں۔

چل باندھ کر کیوں ڈرتا ہے
اُٹھ دیکھ خدا کیا کرتا ہے

ریویو

عیسےٰ ابن مریم

(از قلم عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب منت)

ہمارے بزرگ و محترم ہادی دین متین نسبتہ الفاضلین عمدۃ المباحثین خان والا شان جناب حقیقت مآب پادری مولوی ایس ایم پال صاحب افغان مدیر نور افشاں نے اس رسالہ عجالہ میں ان تمام اعتراضات مملو بہ خرافات و ہفوات مرحوم سر سید احمد دہلوی ایڈیٹر تہذیب و مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ لاہور کا نہ صرف جواب لکھا ہے بلکہ جو کچھ بالاستیعاب لکھا ہے لاجواب لکھا ہے۔ علاوہ بریں بمصداق مثل ہم خرما و ہم ثواب لکھا ہے۔

کل جوابات کی بنیاد قرآن و سنت و بائبل پر ڈالی ہے۔ جس پر ہر محمدی احمدی نیچری مسیحی کا ایمان ہے اعتراضات کا اگر بغور ملاحظہ کیا جاوے تو ان میں بجز دماغی اختراعات عقل نمایانات کے کلام الٰہی پر کہیں بھی تکیہ نہیں کیا گیا ہے۔ مگر ان کی تکذیب و تردید میں جو کچھ ہمارے محترم مصنف رسالہ ابن مریم نے محنت و جگر کاوی و دماغ سوزی کی ہے اس کے صلہ میں یہ شعر کافی ہوگا ؎

صلہ اس خدمتِ عالی کا کوئی دے نہیں سکتا
بجا ہیں ان حریفوں کو یہی انعام ہے اپنا

مجھے اس رسالہ کے اعتراضات پڑھکر اور اُن کے جوابات دیکھکر تو اتنا تعجب نہیں ہوا مگر حیرت کی انتہا کوئی اس لئے نہ رہی کہ جب یہ تمام ثبوت جو پادری صاحب نے تحریر فرمائے ہیں قرآن و حدیث میں موجود ہیں تو معترضین کو کیونکر جرأت ہوئی کہ ایسے بیہودہ اتہامات اس ذات مجمع الحسنات پر وارد و صادر کریں غالباً قرآنی ایمان اور احادیثی عرفان نے ان کا

بقیہ مراسلات

جگادھری میں بشارتی مہم

ناظرین کو واضح ہو کہ قصبہ جگادھری میں نیوزلینڈ پریسبٹیرین مشن کی طرف سے دو صورتوں اور صیغوں میں کام ہو رہا ہے یعنے اول کلیسیائی اور دیہاتی کام۔ دوئم مسیحی شفاخانہ کے ذریعہ سے۔ کلیسیائی اور دیہاتی کام کے انچارج جناب بزرگ پادری گرے صاحب ہیں اور شفاخانہ کے انچارج عالیجناب بزرگ ڈاکٹر مسٹر لینڈ صاحب ہیں۔ آمدم برسر مطلب۔ بشارتی مہم کا مقررہ وقت ۱۲ مارچ سے ۱۹ تک تھا ذیل کے مطابق یہ خدمت کی گئی۔ مقررہ تاریخ سے دو ہفتہ پہلے اسکی تیاری کے لئے آپس میں صلاح و مشورہ اور دعائیں ہوتی رہیں تاریخ معینہ پر جانے سے پیشتر ہر روز صبح کو ۹ بجے تمام لوگ گرجہ گھر میں فراہم ہو کر دعا کرتے تھے۔ اور ہر روز کے کام کی رپورٹ سنائی جاتی تھی جسکو عالیجناب بزرگ پادری گرے صاحب قلمبند کرتے تھے۔

منانے دگانے بجانے والوں کی تعداد ۸۰ تھی۔ اس میں مسیحی خاتونیں بھی شامل تھیں۔ ڈاکٹر دھرمی لال صاحب دھرم سوپری نے اس خدمت کے اوقات اور ایام میں ہارمونیم بجا کر خوب دھوم کیا۔ باعثِ مشکوری کا ہے۔ خدمت کی انجام دہی کے لئے تین گروہ تھے۔ اس کے روح رواں اور منتظم جناب فیض مآب منشی فضل الدین صاحب تھے۔ آپ نے اس خدمت میں یہانتک محنت اور جانفشانی کی کہ بیچارے بیمار بھی ہو گئے دعا ہے کہ وہ مجیب الدعوات انکی صحت اور تندرستی کو بحال اور زیادہ کرے۔ قریب ۵۵ میل پیدل چلکر منادی کی گئی۔ اور بذریعہ لاری اور موٹر اور سیکلگاڑی کے قریب تین سو میل کے چکر میں کام ہوا۔ چالیس گاؤں اور بستیوں میں کام کیا گیا اور بذریعہ تصاویر ۱۲ دفعہ خدمت ہوئی تقریباً بارہ ہزار لوگوں کو خدا کا کلام سنایا گیا۔ کتابوں کی فروختگی ذیل کے مطابق ہوئی۔ اناجیل کے حصص آٹھ سو۔ نیا عہدنامہ سات جلدیں پوری بائبل دو اور دیگر رسالجات اور پرچے وغیرہ علاوہ اس کے ہسپتال والوں کی طرف سے بھی دینیات ہیں قریباً دو ہفتہ بشارتی مہم کا کام ہوا جسکے چلانے والے جناب ڈاکٹر مسٹر لینڈ صاحب اور تمیز جناب زندہ دل اور خندہ طبع ڈاکٹر ایس خان صاحب اور سب ہسپتال ورکرس تھے۔ دعا ہے کہ اس خدمت کا نتیجہ بر آوے اور خداوند یسوع سامعین کے دلوں میں جلال پاوے آمین۔

راقم پادری ایم سی نیوٹن صاحب جگل

بشارتی مہم

ہے جوشِ گل بہار میں یاں تک کہ ہر طرف
اُڑتے ہوئے اُلجھتے ہیں مرغِ چمن کے پاؤں

ناظرین بالا تمکین آپ کو معلوم ہو کہ موضع چوہنگ لاہور سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں پر مسیحیوں کی تعداد کافی ہے۔ یہ گاؤں اے پی مشن کے علاقہ میں ہے اور پادری ایچ جے سرکار صاحب بہادر انچارج ہیں۔ انکی مہربانی سے یہاں پر مسیحیوں کا ایک سکول بھی ہے۔

چونکہ ہر سال پادری صاحب بہادر بشارتی مہم کے ہفتہ میں جگہ بجگہ جاتے ہیں۔ اس لئے امسال بھی موضع چوہنگ میں ۲۰ مارچ کو تشریف آور ہوئے۔ میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا بہتر سمجھتا ہوں کہ مشن سکول کے طلبا نے اس بشارتی مہم میں کافی خدمت کی اور اپنے والدین کو کافی جوش ابھارا۔

بشارتی مہم کا ہفتہ ۱۱ مارچ سے شروع ہوا اور پہلا دورہ نیاز بیگ کا تھا جو کہ چوہنگ سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع تھا۔ یہ چھوٹے طلبا وہاں گئے۔ اور اس جگہ کی کلیسیا کی مدد کی۔ زیادہ تر تکلف کی بات یہ ہے کہ ان چھوٹے طلبا نے رنگین کاغذوں سے جھنڈیاں بنائی تھیں اور چھوٹے چھوٹے گتوں کے ٹکڑوں سے انہوں نے اپنی نیلیٹ تیار کی ہوئی تھی جن پر کہ انہوں نے خود آیات لکھی ہوئی تھیں۔ اور صلیب کا نشان اُن پر تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک جھنڈا بنایا تھا جسکو انہوں نے رنگین کاغذوں سے مزین کیا تھا۔ اس پر بھی ایک صلیب کا نشان تھا اور اس پر ایک آیت لکھی تھی۔ اس سب کام نے بشارتی مہم کے جلسہ کی رونق کو دوبالا کر دیا تھا۔

مورخہ ۱۸ مارچ کو موضع چوہنگ میں بشارتی مہم کا جلسہ منعقد ہوا۔ آس پاس کے گاؤں سے بہت سے لوگ اس میں مدعو تھے۔ طلبا نے اپنے سکول کو عمدہ طور سے سجایا تھا اور اصحاب کی خدمت کرتے تھے۔ ایک بجے کے قریب سب طلبا اپنے ہاتھوں میں جھنڈیاں لئے بازار کو روانہ ہوئے۔ اور ہمراہ اُستاد کے خوب گیت بھجن گائے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ سائیں سیتی جو کہ مسیحی سادھو ہیں۔ وہ اپنے ساتھ بگل لائے ہوئے تھے۔ وہ رستہ میں بگل بجاتے تھے۔ اور خوشی کے نعرے مارتے جاتے تھے۔ سکول کے طلبا اور مسیحی نوجوان وہ اس مسیحی سادھو کے خاص طور پر مشکور ہیں جنہوں نے جنگل میں منگل کا سماں یہاں پر باندھ دیا تھا۔

پادری صاحب بہادر نے ہر ایک مسیحی بھائی کے ہاتھ میں اناجیل کے حصے دیئے ہوئے تھے اور ٹریکٹ بھی۔ ان سب بھائیوں کی تعداد قریباً پچاس کے تھی اور خوب بازار میں ایک عمدہ جلوس نکلا۔ بازار میں ایک جگہ بیٹھ کر خوب باجا کے ساتھ گیت۔ زبور اور بھجن گائے۔ اور سکول کے طلبا نے الگ بھی اپنے اُستاد کے ہمراہ گایا۔ یہاں پر بولنے والے پادری آسا تندرا صاحب اور مسیحی سادھو سائیں سیتی اور سکاؤں نہ اکا بدیس تھا۔ ان سب مضامین کا لب لباب گناہ اور کفارہ تھا۔ لوگوں نے جو کہ غیر مسیحی تھے اور ان سب کا ایک کافی ہجوم تھا۔ خوب دلچسپی سے سنا اور بشارتی مہم ٹریکٹ اور اناجیل کے حصے قریباً ۸۰ کے فروخت ہوئے۔ اس کے علاوہ ایک اور دلچسپی طلبا نے ظاہر کی کہ انہوں نے ۱۷ اور ۱۸ کے درمیان خود اناجیل کے حصے فروخت کئے اور لوگوں کو سمجھایا اور اس سارا ہفتہ کے درمیان ہر ایک مسیحی بھائی کے گھر میں دعا کی۔

خدا کا شکر ہے کہ اس کے دو روز بعد ایک اور مسیحی سادھو ہمارے گاؤں میں آ نکلے۔ انہوں نے دو رات مسیحیوں میں ایک کافی خدمت کی۔ اور لوگ

ان کے پاس سے ہلتے نہیں تھے۔ وہ مسیحی سادھو ان لڑکوں پر بہت خوش تھے۔ اور مدرس نے کسی ایک کے ساتھ بانداز میں شخصی بات چیت کی اور طلبا لے بازار میں اور سرکاری مدرسہ میں مفت ٹریکٹ تقسیم کئے غیر مسیحی ان چھوٹے طلبا پر بہت خوش تھے۔ اور ان سے بات کرنا پسند کرتے تھے۔ واقعی خدائے ذوالجلال نے اپنا جلال ان چھوٹے بچوں سے ظاہر کیا۔ اب معزز ناظرین سے التماس ہے کہ وہ اپنی روزانہ دعاؤں میں گاؤں ہذا کے مسیحیوں کو اور سکول کو یاد رکھیں کہ خدائے بزرگ تر ان کو برکت بخشے۔ کہ تاکہ یہ ترقی کے زینہ پر گامزن ہوں۔

خاکسار بی۔ ایم۔ کھنڈا ماسٹر چوہڑی۔

اشتہار

۲۶/۱۶

ڈاکٹر ایم۔ کے ولیمس صاحب۔ ایل۔ ڈی۔ ایس سی ڈنٹل سرجن۔ لیٹ ڈنٹل سرجن۔ ٹو ہز ایکسیلینسی دی گورنر آف پنجاب ماہر فن دندان سازی۔ ایلیکٹرو ستی ٹریٹمنٹ کے سپیشلسٹ ہیں اور مسیحیوں سے خاص رعایت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں۔ تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت مقرر کرلیں۔

بہت جلد ضرورت ہی

۱۳/۶

ڈفرن ہسپتال کوئٹہ کے لئے پورے طور پر ٹرینڈ نرس کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار اور ایک ایسی ٹرینڈ کمپونڈر کی ضرورت ہے جو کلوروفارم دے سکے۔ مڈوائفری ٹرینڈ کو ترجیح دی جائیگی۔ تنخواہ ۶۰ روپیہ ماہوار۔ چھوٹے بچے نہ ہوں۔ درخواستیں معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر جلد بھیجیں۔

لیڈی ڈاکٹر ڈفرن ہسپتال۔ کوئٹہ

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

یونگ کرسچن ہائی اسکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں اور چار خواتین اس کی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپے کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہیں۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فی صدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز، کرسی، الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ چین رکشا اعلےٰ سے ادنیٰ تک اور کرم کو نزل عہ سے عہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل وہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں +

ضرورت

۳/۲

۲ جونیر ورنیکولر ٹرینڈ استاد جنکی بیویاں بھی جے۔ وی ٹرینڈ اور لڑکیوں کے مدرسہ میں کام کرنے کے لئے رضامند ہوں ضلع منٹگمری میں مکتی فوج جرام پیٹ سٹلمنٹ کے لئے درکار ہیں۔

ایس۔ جے۔ وی ٹرینڈ استاد (مرد) } شانتی نگر کالونی ضلع
ا۔ یس۔ جے۔ وی ٹرینڈ " (عورت) } ملتان میں کام کرنے کیلئے

تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے۔ درخواست معہ نقول اسناد مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں +

کرنل چارلس۔ ایچ بوہ ٹرٹیوریل کوارٹرس
مکتی فوج۔ فیروز پور روڈ۔ لاہور

مطبوعات برائے اہل اسلام

الہام		۳/
انسان کامل	پادری سلطان محمد پال	۹ پائی
کیفیت مباحثہ سیالکوٹ	مولے خاں	ا/
خدا کی جہات ثلاثہ	گیرڈنر	۳/
خداوند مسیح کی صلیبی موت	اکبر مسیح	۹ پائی
کن معنوں میں قرآن مسیحی کتب مقدسہ کا مصدق و محافظ ہے ۳ حصص	جیمس منرو	فی حصہ ۳ پائی
میں کیوں مسیحی ہوگیا؟ (باتصویر)	سلطان محمد پال	ا/
مسئلہ کفارہ	پادری جان قلندر	۳ پائی
مسئلہ تجسم	"	۶ پائی
مسیح مصلوب	ڈاکٹر خورشید خاں	۳/
مسیح کے بعض معجزات	ڈاکٹر عماد الدین	۳ پائی
مسیح کے نام	ڈاکٹر زویمر	۳ پائی
مسیح کی موت کے مختلف پہلو	گیرڈنر	۲/
مسیح کی شان از روئے قرآن	خواجہ	۳/
مسیح کی الوہیت	گیرڈنر	۳ پائی
مسیحی عقیدہ اور زندگی	"	۲/
مسیحی کا خط محمدی کے نام		۶ پائی
مسیحیت کی خصوصیت سے اہلحدیث کا انکار	اکبر مسیح	۹ پائی
منارۃ البیضا	"	ا/
مرزا غلام احمد کے فرزند کی وفات	"	۶ پائی
میزان الحق حصہ	فانڈر	ا/
(حکایات)	"	۶ پائی
مختصر کوائف یوسفی	یوسف خاں	۳ پائی
قادیانی محاسب	اکبر مسیح	ا ۶ پائی
قبلہ و نماز	"	۶ پائی
قرآن کی تعلیم	جیمس منرو	۳ پائی
قرآن و ابن اللہ	اکبر مسیح	۹ پائی

سکرٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

